سوال

ں تقدیر(24)عمل

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تقدیر کیا ہے ؟ اور انسان جو کچھ کر رہا ہے اچھا یا برا کیا وہ مشیت الہی کے تحت کر رہا ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

م السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ر کی قسم اگر یہ سوال ملحدوں یعنی دین اسلام کے دشمنوں کی طرف سے نہ ہوتا تو اپنے قلم کو ہرگز حرکت میں نہ لاتا، کیونکہ اس مسئلہ میں بے جا غور وخوض کرنا مومن کے لیے بے حد نقصان دہ ہے، لیکن دین اسلام کے دشمنوں کی سازش اور عوام کو گمراہ کرنے کی سوچی سمجھی ناپاک کوشش کو مدنظر رکھ کر اس موضو

ام کرنا ہوتا ہے یا کوئی جگہ بنانی ہوتی ہے، کوئی گاؤں یا شہر آباد کرنا ہوتا ہے یا کوئی کارخانہ وغیرہ جاری کرنا ہوتا ہے مطلب کہ کوئی بھی اسکیم بروئے کار لانی ہوتی ہے تو اول اس کا نقشہ، اس کے اجزا، اس کے تمام پرزوں اور اس کے لوازمات اور ان میں واقع

ں ترتیب اسی طرح اس کے متعلق کئی اشیاء کا تصور اور خاکہ، نقشہ یا نمونہ، ان کی ترتیب وترکیب، ان کے اجزاولوازمات کے موضوع کی تقسیم اور ان کی ظاہری ہیئت اور کیفیت پورے کی پوری اولا توذہن میں بٹھانا پڑتی ہے، اس کے بعد اس کا مکمل خاکہ کو سپرد قرطاس کیا جاتا ہے بعد ازاں اس کے مطابق اس ا

پہلے چند اہم نکتے ذہن نشین کر لیجئے۔

ـ:ـ۔۔۔ انسان کے سوا باقی پوری کائنات کا جس کا مشاہدہ کرتے ہیں انسان کے لیے ہی پیدائش ہے :

ہُوَ لَذِی خَلَقَ لَکُم مَّا فِی لأَرضِ جَمِیعًا (البقرۃ: ۲۹)

ہے جس نے تمہارے لیے پیدا کیا ہے جو کچھ زمین میں ہے۔''

وَسَخَّرَ لَکُم مَّا فِی لسَّمٰوٰتِ وَمَا فِی لأَرضِ جَمِیعًا مِّنہُ (الجاثیہ: ۲۹)

لی نے تمہارے لیے جو آسمانوں میں اور جو زمینوں میں ہے اس کو تابع بنایا۔''

ئنات کے تمام اجرام علویہ وسفلیہ انسان کے تابع بنائے گئے ہیں اور انسان کے کام، منفعت اور فائدے کے لیے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ آج انسان چاند وغیرہ پر کمند ڈال رہا ہے، یعنی یہ سب کچھ جو ہم دیکھ رہے ہیں وہ سارا انسان کے کام آتا ہے، اگر یہ نہ ہوتے یا کچھ وقت کے لیے انسان کی دسترس سے

خلاصہ کلام کہ پوری کائنات انسان کے لیے ہے اور اس کی ضرورت کو پورا کر رہی ہے، مگر خود حضرت انسان ان میں سے کسی کے بھی خاص کام کے لیے نہیں ہے اگر وہ انسان چلا جائے تو ان پر کوئی نقصان یا اثر نہیں ہوتا وہ اپنا دائمی فرض بجالاتے رہتے ہیں۔

ب جب اتنی بڑی وسیع کائنات انسان کے لیے ہے اور انسان ان کے کسی کام کا نہیں ہے تو پھر خود انسان کس کام کا ہے، جب انسان اس کائنات پر حکمرانی کر رہا ہے تو ظاہر ہے کہ پوری کائنات سے اشرف ہے، کیونکہ حاکم جن پر حکمرانی کرتا ہے وہ ان سے اعلی ہوتا ہے تو پھر کیا عقل اس بات کو تسلیم کرنے۔

وَمَا خَلَقتُ الجِنَّ وَالإِنسَ إِلَّا لِیَعبُدُونِ (الذاریات: ۵۶)

ں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔''

یعنی جس طرح یہ پوری کائنات انسان کی خدمت کر رہی ہے اور اس کے فائدے کے لیے ہے، انسان جو بھی کام اس سے لینا چاہتا ہے وہ اس کے اس اردے کی تکمیل سے انکار نہیں کرتے بلکہ وہ جو کام بھی چاہے جائز ہو یا ناجائز لینا چاہے گا وہ ان کے حکم کی بجاآوری سے سرتابی نہیں کرتے۔ اسی طرح از

ج :۔۔۔۔۔۔ انسان اس دنیا میں ایک بڑی آزمائش اور امتحان گاہ میں ہے۔

اٰن مجید میں ارشاد ربانی ہے :

إِنَّا جَعَلنَا مَا عَلَی لأَرضِ زِینَۃً لَّہَا لِنَبلُوَہُم أَیُّہُم أَحسَنُ عَمَلًا (الکھف: ۷)

و کچھ ہے اس کو ہم نے ان کے لیے خوبصورت بنایا تاکہ انسان کی آزمائش کی جائے کو کون ہے جو نیک عمل کرتا ہے۔''

نہ تھی کہ اس کو پتہ ہی نہ تھا، بلکہ اس لیے کہ یہ اس کا دستور ہے کہ وہ کسی کو بھی بغیر علم خواہ نیک ہو یا یہ کہ محض اپنے علم کے مطابق جزا اور سزا دے بلکہ کوئی بھی انسان جب بد ارادہ کرتا ہے تو اس وقت تک اس پر کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا جب تک ارادے کے مطابق عمل نہ کر لے۔ اسی طرح سورہ ملک میں فر

لَذِی خَلَقَ لمَوتَ وَ لحَیٰوۃَ لِیَبلُوَکُم أَیُّکُم أَحسَنُ عَمَلًا (الملک: ۲)

ر مالک الملک جس نے موت اور حیاتی کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ کون ہے تم میں سے جو نیک عمل کرتا ہے۔''

یا Examination ہے، تاکہ ان لوگوں کا امتحان لیا جائے کہ وہ جس عظیم مقصد کے لیے اس کرہ ارض پر آئے ہیں وہ مقصد کس طرح انجام دیتے ہیں، آیا بریقہ کمال یا کم یا اس سے زیادہ یا بالکل اصل مقصد کے خلاف۔

ـد:ـ جب یہ دنیا امتحان گاہ اور ابتلاء کا مقام ہے تو ظاہر ہے کہ انسان کے سامنے دونوں راستے آئیں خیر وشر، نیکی اور بدی کی سمجھ آئے اور ان میں فرق کا بھی الہام کیا جائے اللہ کی پسند اور ناپسند کی معلومات ہو۔ اسی حقیقت کی طرف قرآن کریم ان دو آیات کریمہ میں ارشاد ہے :

وَہَدَیۡنٰہُ النَّجۡدَیۡنِ (البلد: ۱۰)

ں راستے خیر و شر کے دکھائے۔''

فَاَلۡہَمَہَا فُجُوۡرَہَا وَ تَقۡوٰىہَا (الشمس: ۸)

نسانی کی طرف برائی اور پرہیزگاری کا بھی الہام کیا۔''

جب انسان کے سامنے دونوں راستے ہیں اب چوائس اور انتخاب کا سوال پیدا ہوا، یعنی دونوں میں سے کسی راستے کا انتخاب کرے، اس لیے آزمائش خاطر یہ بھی ضروری تھا کہ انسان کو اتنا اختیار ملے کہ وہ دونوں میں سے کسی ایک کو اپنی مرضی اور ارادے کے مطابق اختیار کرے۔ اسی لیے اس کو اپنے کسی بھی ار

یہی ارادہ اور اختیار کسی حد تک آزادی کے ساتھ سارا امتحان اور اس کی جزا و سزا کی بنیاد ہے۔

ہ: ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر انسان کو اتنا اختیار دے کر اس امتحان حال میں کیوں لایا گیا ہے؟ یا ان کے آزمائش کی کیا ضرورت تھی؟

لیے یہ گذارش ہے کہ اول تو یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ذاتی معاملہ ہے ہم اس کے بارے میں کیا قیاس آرائی کرسکتے ہیں، تاہم ہمارے ناقص علم اور فہم میں جو حقیقت آئی ہے وہ یہاں عرض کرتے ہیں۔ (واللہ اعلم) انسان کی اس طرح صورت ری کر کے اسے گوناگوں لیاقتوں سے مزین بنا کر مختلف قوتوں سے مسلجنا کر

أَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ (البقرۃ: ۳۰)

خوبیاں ہیں وہ کیا کیا کرسکتا ہے، اس کو کتنا بڑا علم دیا گیا ہے، اس میں کتنی سمجھ رکھی ہے۔ اس کا علم آپ کو نہیں ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا ہی نتیجہ ہے کہ انسان زمین تو زمین مگر اجرام علویہ کے تسخیر کے احوال جاننے کے لیے کمربستہ ہوگیا ہے جن میں کچھ تک تو قدرے پہنچ بھی گیا ہے اور یا کیا عجیب و غریب چ

و: ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ انسان کو اتنے اختیار اور ارادے کو عمل میں لانے کی آزادی کی وجہ سے اس عالم میں لامحالہ نمونے ظاہر ہونے تھے کوئی خیر کو تو کوئی شر کو اختیار، کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ تو کوئی اسفل السافلین کی طرف جانے کی سعی کرتا۔ کوئی بلند اخلاق کا مجسمہ ہوتا تو کوئی بداخلاقی کی بدترین مثال ہوتا۔ کیونکہ بدی کا اختیار ا

.فہ: ۔ ۔ ۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت بالکل صحیح و سالم اور دین اسلام کے مطابق بنائی ہے۔ جس طرح قرآن میں ہے:

فَاَقِمۡ وَجۡہَکَ لِلدِّیۡنِ حَنِیۡفًا فِطۡرَتَ اللّٰہِ الَّتِیۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیۡہَا (الروم: ۳۰)

پنے چہرے کو یا توجہ کو دین پر قائم رکھیں اس حال میں کہ تو باطل سے حق کی طرف جانے والا ہوتا۔''

یعنی وہ دین اسلام جس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی فطرت بنائی ہے۔ صحیح حدیث، بخاری وغیرہ میں ہے کہ:

مولود یولد علی الفطرۃ)) (الحدیث)

ن صحیح فطرت پر ہی پیدا ہوتا ہے۔''

ی طرح سورۃ التین میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ (التین: ٤)

ے ہم نے انسان کو ایک بہترین بناوٹ میں پیدا کیا ہے۔''

ماحول یا خاندان میں، بچہ کا تولد ہو مگر وہ اپنی ماں کے پیٹ سے صحیح فطرت لے کر باہر آتا ہے، یعنی کسی کو مسلمان یا کافر بنا کر پیدا نہیں کرتا، لیکن اس عالم میں آنے کے بعد ماحول، سوسائٹی، خاندان اس کے رسم و رواج اور اس کے علاوہ دوسرے کئی اسباب اس کی فطرت کو بگاڑنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اس ـ

فرق نہیں، البتہ انسانی لیاقت صلاحیت، استعداد اور انسان میں رکھی ہوئی قوتوں میں کافی فرق ہوتا ہے، ایک انسان میں قوت برداشت بہت زیادہ ہوتی ہے تو کئی انسانوں میں نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے، کسی انسان میں کائی خاص لیاقت ہوتی ہے تو دوسرا اس سے محروم ہوتا ہے، کوئی انجینئر ہے تو کوئی کامیاب

رونق چمن

وق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

ُر یہ اختلاف مصنوعی نہیں بلکہ قدرتی ہے۔ اس لیے کہ زندگی کا ہر شعبے میں انسان کی آزمائش ہوسکے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَہُوَ الَّذِیۡ جَعَلَکُمۡ خَلٰٓئِفَ الۡاَرۡضِ وَرَفَعَ بَعۡضَکُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبۡلُوَکُمۡ فِیۡ مَاۤ اٰتٰىکُمۡ (الانعام: ۱٦۵)

ی نے تمہیں زمین کا خلیفہ بنایا اور تم میں سے ہی بعض سے بعض کو بلند کیا تاکہ جو کچھ تمہیں عطا کیا ہے اس کے متعلق تمہاری آزمائش کرے۔''

ہر ہے کہ اگر دنیا کے تمام انسان غنی او مالدار ہوتے تو مالی یا اقتصادی اور اجتماعی تعاون کے لحاظ سے ان کی کس طرح آزمائش ہوتی؟ اگر سارے طاقتور ہوتے یا سارے بے پرواہ ہوتے تو کسی محتاج یا کمزور، بیوہ اور مسکین کی مدد کر کے اس خوبی اور کمال کو انسان ذات کس طرح حاصل کرتی؟ حالانکہ زندگی کے تمام

ع تمام افراد کی فطرت صالح و سالم تھی تو پھر وہ خیر و شر میں کیسے تقسیم ہوا؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ دنیا عالم اسباب ہے اس دہری تقسیم کے بھی کئی اسباب ہیں، مثلاً ماحول سوسائٹی خاندانی رسوم و روایات، بری صحبت اور ساتھ۔ جس میں زیادہ لیاقت تھی وہ بارگاہ الٰہی میں زیادہ مقبول ہوا یا کسی دنیاوی اعلیٰ

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلۡہِیۡہِمۡ تِجَارَۃٌ وَّ لَا بَیۡعٌ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ (النور: ۳۷)

ل جو اپنے کاروبار میں معروف و مشغول بھی ہیں تاہم اس حالت میں بھی اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں۔''

ں ﷺ نے خصی ہونے سے منع فرمایا ہے کیونکہ خصی آدمی میں برائی کی قوت ہی نہیں ہوتی، لہذا وہ اگر برائی نہیں کرتا تو اس میں کیا کمال ہے اور اس کی کس طرح آزمائش ہوگی، کمال تو اس میں ہے کہ انسان میں طاقت مردانی بے پناہ ہو اور وہ اس کو ناجائز جگہ پر استعمال نہ کرے محض اللہ کے ڈر اور خوف کی وجہ سے

PsyChology

ط : ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کوئی بھی آدمی کوئی کارخانہ بناتا ہے یا کوئی میکینک یا مشین وغیرہ بناتا ہے تو اسے ان کے متعلق مکمل معلومات رہتی ہے، مثلا کارخانہ میں فلاں چیز کہاں پر ہے یا کہاں رکھی جائے یا فلاں پرزے کا کیا کام ہے اس کی کارکردگی میں کیا کیا موانع ہوتے ہیں یا پیدا ہونے کے امکانات ہوتے ہیں، اس لیے

ں : ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جب کوئی اسکیم بنائی جاتی ہے تو اس کا نقشہ اور خاکہ ذہن میں بٹھایا جاتا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ اسکیم تیار کرنے والوں کے ذہن میں اس کے نتائج یا اس کو عمل میں لانے سے جو ارد گرد کے ماحول میں اثرات مرتب ہوتے ہیں وہاں یہ بھی ذہن میں موجود ہوتے ہیں جن کو بعد میں کاغذ پر منتقل کیا جاتا ۔

ن دس نکات کو ذہن نشین کرنے کے بعد اصل مسئلہ کی طرف آتے ہیں، تقدیر کا معنی ہے اندازا ۔ اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازل میں ارادہ کیا کہ اس عالم کو تخلیق کیا جائے اس کے متعلق پروگرام اور اسکیم اس کے علم میں موجود تھی جس کی تفصیل (گذشتہ نکات کی روشنی میں) اس طرح ہوگی کہ ا

لِلۡيُسۡرَىٰ ٧ فَسَنُيَسِّرُهُۥ لِلۡعُسۡرَىٰ ١٠ (اللیل: ٧'١٠)

کیونکہ آزمائش اس کے بغیر ناممکن ہے جس کی تفصیل نکات میں گزر چکی ہے ۔ اللہ تعالی کو اس دنیا کے نقشے کے مطابق یہ بھی علم تھا کہ اگر اس کی فطرت سالم ہوگی تاہم اس کو یہ اسباب سامنے آئیں گے، یہ حالات درپیش آئیں گے، ان مسائل سے دوچار ہوگا، اس کو یہ صحبت میسر ہوگی جس کا ساتھ دینے کے ۔

ہ اس دنیا کے متعلق پورا نقشہ کہ یہ آسمان کے اوپر چھت اور فرش کے لیے زمین اور باقی ضروریات کے لیے پہاڑ، دریا، باغ باغیچے اور زمین کے اندر معدنی اشیاء کہاں ہوں گی یا کہاں پر زیادہ ہوں گی اور روشنی کے لیے سورج اور چاند وستارے وغیرہ ہوں گے ان سب کے لیے خاص دائرہ یا جگہ یا حلقہ مقررہ و معۂ

جس کی وجہ سے یہ ہدایت یافتہ ہوگا اور یہ اسباب سامنے آئیں گے جس کی بنا پر وہ گمراہ ہوگا ۔

اس سے یہ مطلب کہاں نکلتا ہے کہ اللہ تعالی نے خود اس کو اس راستے پر چلایا یا خود اس سے یہ گناہ کا کام کروایا بلکہ حقیقت صرف اتنی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے انسان کو آزمانے کے لیے ارادہ کو عمل میں لانے کے لیے آزادی دی ہے جس کے نتیجے میں لامحالہ وہ طریقے وجود میں آنے تھے اور وجود میں آ ۔

فرض کریں کہ کسی آدمی کے چند نوکر یا ملازم ہوں یا چند بیٹے ہوں وہ ان نمونے اور طرز عمل سے اندازہ لگا لیتا ہے کہ فلاں خادم فرمانبردار ہے یا فلاں بیٹا فرمانبردار ہے، لیکن اگر وہ محض اپنے اندازے کے مطابق ان کے ساتھ نافرمانوں والا سلوک کرے گا تو وہ کہہ سکتے ہیں کہ بابا سائیں ہمیں آزما لیتا، بغیر آزمانے

س آدمی کا علم ان کے طرز عمل کے سبب تھا، لہٰذا اس علم کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس نے ان کو مجبور کیا، اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالی نے تو تمام انسانوں کی فطرت صحیح سالم پیدا کی ہے، لیکن اس دنیا میں آنے کے بعد اس عالم کے جو اسباب اس کے سامنے آئے ہیں ان کو اپنی مرضی سے اختیار کرنے کے سبب

لڑکی کسی اسپیشلسٹ کے چیک اپ کے بعد اس کو کہہ دے کہ یہ نہیں بچے گا پھر وہ آدمی واقعتاً مر گیا تو کیا یہ کہنا درست ہوگا کہ اس ڈاکٹر نے اس کو مار ڈالا ہے؟ ہرگز نہیں! ڈاکٹر تو اس کی بیماری کی نوعیت اور کیفیت ڈگری اور درجے کے علم کے مطابق اس بات کا اظہار کیا البتہ یہ بیماری اس اسٹیج پر کیسے پہنچی یا شروع کیسے

ہرحال اس عالم کا اس مکمل نقشے یا خاکے کے علم اور اندازے کے بعد اللہ تعالی نے اس کو ایک کتاب میں ثبت کر دیا ہے جس کو وہ ''قرآن مبین'' یا ''امام مبین'' سے پکارتا ہے، مطلب کہ تقدیر کی معنی ہے علم یا اندازہ تو اس میں کیا خرابی ہے؟ اس سے تو اللہ سبحانہ وتعالی کے علم اور اندازے کی وسعت معلوم

نات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالی کے علم وحکمت، تقدیری اندازے کا بے اندازا اور بے شمار ثبوت فراہم کر رہا ہے، تو انسان کے متعلق اس کے علم واندازے کا انکار کیوں؟

سوال بالکل فضول ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی کیوں انسان کے سامنے یہ مختلف اسباب لائے ہیں جن کی وجہ سے وہ خیر اور شر کے مختلف حصوں میں تقسیم ہو گئے ہیں کیوں نہ ان کے سامنے ایک ہی راستہ لائے؟ اس لیے کہ اس صورت میں انسان مشینی صفت کی ایک مخلوق ہوتا اور ایک ہی راہ کو لے چلتا اور اس میں

صفت کی ذات کی فرع ہوتی ہے، جب کوئی ذات ہی کو نہیں مانتا تو اس کی صفت یا خوبی اور کمال پر بحث کرنا یا اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لیے چھان بین کرنا سراسر غیر معقول ہے ۔ ان حضرات کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات کے بارے میں بحث کرتے ہوئے دلائل پیش کرنے چاہئیں ۔ پھر جب وہ اللہ

ال کسی جاہل مسلمان کی طرف سے ہے تو اس کو حکمت موعظہ حسنہ اور نرم وشیریں الفاظ میں پوری حقیقت سمجھانی چاہیے کہ ''بھائی تقدیر کا معنی ہے اللہ سبحانہ وتعالی کا اندازہ یا علم، لہذا اگر قائل نہیں ہوا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہمارا معبود اللہ سبحانہ وتعالی جس نے اس پوری کائنات کو پیدا کیا اور کائنات کے ذر ۔

اس تھوڑی سی حقیقت پر نظر ڈالو گے تو زیادہ الجھن اور خسارے سے بچاؤ ہو جائے گا ۔

اس سوال کا جواب زیادہ لمبا ہو گیا ہے، لیکن کیا کریں میرے خیال میں اتنی تفصیل میں جائے بغیر سوال کا جواب شاید سمجھ میں نہ آتا ۔ بہرکیف سوال کا جواب آپ کے سامنے ہے اگر ٹھیک ہے، تو یہ اللہ سبحانہ وتعالی کی مہربانی ہے جس نے مجھے اس کا علم دیا اور اس کے لکھنے کی توفیق دی اور اگر خدانخواستہ صحیح ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ